ڈاکٹر زبید احمد
ترجمہ: شاہد حسین رزاقی

برعظیم پاک و ہند کا عربی ادب

تاریخی تصانیف

عربی زبان میں تاریخی ادب کا ذخیرہ اس قدر وسیع اور اہم ہے کہ اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے بجا ہوگا عربی کی یہ کتابیں صرف عرب ہی میں نہیں لکھی گئیں بلکہ اس ادب کی تخلیق میں دوسرے متعدد ممالک نے بھی اہم حصہ لیا ہے۔ اور ہندوستان میں بھی اس موضوع پر چند کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ہندی مؤرخوں نے اکثر و بیشتر تاریخیں فارسی میں لکھی ہیں۔ ایلیٹ نے اس زبان میں لکھی جانے والی دو سو سے زیادہ تاریخوں کے نام قلم بند کیے ہیں اور شعرا، علما و صوفیا کے سوانح ان کے علاوہ ہیں لیکن فارسی کے برعکس عربی میں صرف چند ہی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں جب عربی زبان کو تفوق حاصل تھا، ایران، ترکستان اور افغانستان میں بھی دینی، فلسفیانہ اور حکمیاتی موضوعات پر کتابیں بالعموم عربی میں لکھی جاتی تھیں۔ مگر شاعری، تفریحی ادب اور ادب لطیف میں فارسی کے مقابلہ میں عربی کو ان ممالک میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور ہند میں بھی یہی صورت حال رہی۔

اس برعظیم میں جو تاریخی کتابیں لکھی گئیں، ان میں ۱۴ تصانیف قابل ذکر ہیں اور ان کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

خالص تاریخ	۵ کتابیں
وقائع	۱
سیرت نبوی	۲
سوانح عمری	۵
سیر و سیاحت	۱
جملہ	۱۴

خالص تاریخ

اس موضوع پر عربی میں جو چار کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

تحفۃ المجاہدین - از شیخ زین الدین بن عبدالعزیز المعبری

یہ کتاب مالابار میں پرتگالیوں کے طرز عمل اور کارروائیوں کی تاریخ ہے، جس میں ۹۰۴ھ - ۱۴۹۸ء میں اس علاقہ میں پرتگالیوں کی آمد سے لے کر ۹۸۹ھ - ۱۵۸۱ء تک کے واقعات قلم بند کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کے چار حصے ہیں۔ حصۂ اول جہاد کے بارے میں اسلامی احکام سے متعلق ہے۔ حصۂ دوم میں مالابار میں اسلام کے آغاز اور اس کی اشاعت پر مفصل بحث کی گئی ہے اور حصۂ سوم میں اس علاقہ کے بت پرست باشندوں کے انوکھے رسوم و رواج کا مختصر حال لکھا گیا ہے۔ اور آخری حصہ جو کتاب کا اصل حصہ ہے اور پہلے تینوں حصوں کا جس کو مقدمہ کہا جا سکتا ہے، ۱۴ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انگریزی میں اس کا ترجمہ لفٹننٹ رولینڈسن نے مدتوں پہلے ۱۸۳۳ء میں کیا تھا۔ اور اس کے بعد ۱۸۹۸ء میں ڈیوڈ لوپس نے اس کو مرتب کر کے پرتگالی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کیا۔ اس کتاب میں تاریخی واقعات کس قدر صحت سے بیان کیے گئے ہیں اس کا اندازہ لگانے کے لیے لفٹننٹ رولینڈسن کی رائے بیان کر دینا کافی ہوگا۔ رولینڈسن نے لکھا ہے کہ "اس کتاب کا مصنف لائق ستائش ہے کہ مغربی مصنفوں کے بیانات سے اس کے بیان کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اہم واقعات کی جزئی تفصیلات تک میں کلی طور پر غیر معمولی مطابقت پائی جاتی ہے بلکہ اس کا بیان مغربی مصنفوں کے بیانات سے شاذ ہی کہیں زیادہ مختلف نظر آتا ہے۔"

تحفۃ المجاہدین کے مصنف نے روایات کو قبول کرنے کے سلسلہ میں اپنی تنقید کی صلاحیت اور قوت فیصلہ سے پوری طرح کام لیا ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ مالابار میں اسلام کے آغاز کا حال بیان کرتے ہوئے اس نے اس روایت کو مسترد کر دیا جو بیان نے مسلمانوں میں بہت عام تھی کہ مالابار کا راجہ معجزہ شق القمر سے متاثر ہو کر آنحضرت ؐ کی خدمت میں خود حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔

زین الدین نے کالی کٹ کے سامری اور پرتگالیوں میں شدید مقابلوں کے جو حالات لکھے ہیں وہ محمد بن عبدالعزیز کالی کوٹی نے بھی ۵۰۲ اشعار کی ایک نظم میں بیان کیے ہیں، جس کا عنوان ہے الفتح المبین للسامری الذی یحب المسلمین۔ اور ان دونوں کا مقابلہ کرنے سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ صحیح اور قابل اعتماد ہیں۔

الاعلام باعلام بیت الحرام۔ از قطب الدین محمد بن علاء الدین احمد النہروالی۔

اس کتاب کے مصنف کا باپ وطن سے ہجرت کر کے حجاز چلا گیا تھا۔ اس نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں قطب الدین ۹۱۷ھ۔ ۱۵۱۱ء میں پیدا ہوا تھا۔ مکہ معظمہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ ۹۴۳ھ۔ ۱۵۳۶ء میں بغرض تعلیم مصر گیا جہاں اس نے سربرآوردہ علما سے تحصیل علم کی اور اپنی قابلیت کی وجہ سے مشہور رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ مکہ کے دینی مدرسہ میں درس دینے لگا اور پھر مفتی مقرر کیا گیا۔ قطب الدین کا انتقال ۹۹۰ھ۔ ۱۵۸۲ء میں ہوا۔

قطب الدین کی یہ تصنیف مکہ معظمہ کی مفصل تاریخ ہے جو ایک مقدمہ، دس ابواب اور ایک ضمیمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں مصنف نے اپنی کتاب کے ماخذ کی فہرست بھی درج کی ہے اور لکھا ہے کہ مکہ کا قدیم ترین مورخ عبدالولید محمد بن عبدالکریم الازرقی ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست ابواب سے اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

باب اول	مکہ اور کعبہ کا جغرافیائی بیان
باب دوم	کعبہ کی بنا اور تعمیر
باب سوم	عہد جاہلیت اور آغاز اسلام میں مسجد الحرام کی کیفیت
باب چہارم	عباسیوں کے عہد میں مسجد الحرام میں کیا اضافہ کیا گیا۔
باب پنجم	منصور کے عہد میں شروع ہو کر اس کے بیٹے مہدی کے عہد میں مکمل ہونے والی تعمیر کے بعد آئندہ عباسیوں کے عہد میں ہونے والے دو اہم اضافوں کا خصوصی بیان
باب ششم	چراکسہ کے عہد میں مسجد کی مرمت

باب ہفتم — مسجد الحرام عہد عثمانیہ میں
باب ہشتم — مسجد الحرام سلیم اول کے عہد حکومت میں
باب نہم — مسجد الحرام سلیم دوم کے عہد حکومت میں
باب دہم — مسجد الحرام سلطان مراد کے عہد میں
ضمیمہ — مکہ میں مقدس مقامات کا بیان

کعبہ کی تاریخ کو پوری طرح واضح کرنے کے لیے مصنف نے عہد رسالت سے لے کر خود اپنے زمانہ تک کی مسلمانوں کی پوری تاریخ کا ایک سرسری خاکہ بھی پیش کیا ہے۔

مغربی علما نے اس کتاب کی اہمیت کو بخوبی محسوس کیا اور اس نوعیت کی دوسری کتابوں کے ساتھ اس کو بھی ووسٹن فلڈ نے مرتب کیا ہے۔ اگرچہ مصنف ہندی الاصل تھا مگر وہ چونکہ بیرون ہند پیدا ہوا، وہیں پرورش پائی اور تعلیم حاصل کی اس لیے اس کی تصنیف کو عربی ادب میں ہندوستان کے حصہ میں شمار کرنے پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر راقم الحروف کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان سے باہر پیدا ہونے والے ہندی الاصل علما کو بھی اس زمرہ میں شامل کیا جائے۔

البرق الیمانی فی الفتح العثمانی۔ از قطب الدین محمد بن علاء الدین احمد النہروانی

یہ کتاب دسویں صدی ہجری کے آغاز سے ۹۷۸ھ تک یمن میں ہونے والے واقعات کی تاریخ ہے۔ جو تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلا باب ۱۳ فصلوں میں منقسم ہے جس میں دسویں صدی ہجری کے آغاز سے لے کر عثمانی ترکوں کی فتح یمن تک یمنی بادشاہوں کی تاریخ قلم بند کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں ۴۷ فصلیں ہیں۔ اس میں یمن پر عثمانی ترکوں کے قبضہ سے لے کر سلطان سلیمان کے عہد حکومت تک کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں ۶۰ فصلیں ہیں اور اس میں سلطان سلیم کے عہد حکومت میں پیش کیے گئے واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خاتمہ ۴ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں سنان پاشا کی مصر کو واپسی اور اس کی فتوحات تونس و گولیتا کا حال بیان کیا گیا ہے۔

ظفر الوالہ بمظفر و آلہ۔ از عبداللہ محمد بن عمر النہروالی الآصفی الغ خانی

یہ کتاب گجرات کی تاریخ ہے جو سترھویں صدی کی پہلی دہائی میں لکھی گئی تھی۔ اس کا مصنف عبداللہ بن محمد بن عمر النہروالی الآصفی الغ خانی ہے جو حاجی دبیر کے نام سے زیادہ معروف ہے۔

اس کا زمانۂ حیات دسویں صدی ہجری کا اور گیارھویں صدی کا ابتدائی حصہ تھا۔ مصنف ۹۴۶ھ - ۱۵۴۰ء کے قریب مکہ معظمہ میں پیدا ہوا تھا اور ۹۶۲ھ - ۱۵۵۵ء میں جب اس کی عمر کوئی سولہ سال تھی وہ پہلی مرتبہ ہندوستان آیا تھا۔ اس کے تین سال بعد وہ اپنے پہلے آقا محمد الغ خاں حبشی کی ملازمت میں داخل ہوا جو گجرات کا ایک ممتاز امیر تھا اور عماد الملک سے منسلک تھا۔ ۹۸۰ھ - ۱۵۷۲ء میں جب اکبر احمد آباد میں داخل ہوا تو الغ خاں کے قید ہو جانے کی وجہ سے مصنف بے روزگار ہو گیا۔ لیکن ایک سال بعد ہی گجرات سے وقف کا روپیہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ لے جانے کا کام اس کو تفویض کر دیا گیا۔ ۹۸۳ھ - ۱۵۷۵ء میں وہ ہندوستان واپس آیا اور گجرات کے ایک اور امیر سیف الملک کی ملازمت اختیار کی۔ اس کے بعد وہ خاندیش کے ایک ممتاز امیر فولاد خاں کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ اس کی صحیح تاریخ وفات کا علم نہیں تاہم یہ معلوم ہے کہ ۱۰۲۰ھ ۱۶۱۱ء میں وہ بقید حیات تھا۔

یہ کتاب دو دفتروں میں منقسم ہے۔ دفتر اول کا تعلق گجرات کے مظفری سلاطین سے ہے جنھوں نے ۷۹۹ھ سے ۹۸۰ھ تک حکومت کی (۱۳۹۶ تا ۱۵۷۲ء)۔ اس دفتر میں خاندیش اور دکن کے حکمرانوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ دفتر دوم میں ان مختلف حکمران خاندانوں کی مختصر تاریخ قلم بند کی گئی ہے، جنھوں نے بارھویں صدی عیسوی سے سولھویں صدی عیسوی تک شمالی ہند پر حکومت کی تھی۔ مشہور مستشرق پروفیسر ڈینی سن راس نے اس کتاب کی اہمیت کو سب سے پہلے محسوس کیا اور اس کو مرتب کر دیا۔ یہ ایڈیشن تین جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد میں ایک عالمانہ مقدمہ بھی شامل ہے۔

فاضل مرتب نے لکھا ہے کہ یہ کتاب صرف بادشاہوں کے حالات تک محدود نہیں۔ اور اس کی اہمیت اس سے بڑھ کر ہے۔ پہلی جلد کا بڑا حصہ تاریخی، سوانحی اور کتابیاتی اضافوں پر مشتمل ہے جو پڑھنے والے کو ایک طرف تو اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ کی طرف پیچھے اور دوسری طرف سترھویں صدی کے آغاز کی تاریخ تک آگے لے جاتے ہیں۔ سر ڈینی سن راس نے ایک جگہ مصنف کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگرچہ وہ اصلاً ہندی ایرانی تھا اور اس کے اجداد تیرھویں صدی میں تاتاری حملہ کے زمانہ میں ایران سے بھاگ کر ہندوستان

آئے تھے مگر اس کی مادری زبان عربی تھی اور ہندوستان آنے سے کچھ عرصہ بعد اس نے فارسی سیکھی تھی۔ ان حالات کی وجہ سے اس کی تصنیف میں دو خصوصیات نمایاں ہیں۔ ایک تو اس کی زبان کا اسلوب جس سے بعض جگہ تحریر میں بے احتیاطی کے باوجود یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مکہ میں پیدا ہوئے اور پرورش پانے والے شخص کی عربی ہے۔ اور دوسرے ہندی اور فارسی ناموں کا صحیح تلفظ۔ کیونکہ بدیسی ہونے کی وجہ سے مصنف نے اس بات کا بہت خیال رکھا ہے کہ سب نام بالکل صحیح اور واضح طور پر لکھے جائیں۔

(باقی آئندہ)

طب العرب

—— ایڈورڈ جی. براؤن

ترجمہ : حکیم سید علی احمد نیر واسطی

فاضل مستشرق ایڈورڈ جی براؤن نے لندن کے رائل کالج آف فزیشنز میں ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۱ء میں طب عربی پر چار فاضلانہ خطبات دیے جو بعد میں عربین میڈیسن کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ پروفیسر براؤن نے اپنے ان چار خطبات کے ذریعے طبی ادب، عربی علم طب اور تاریخ علم طب پر بڑا احسان کیا ہے۔ یہ خطبات علمی دنیا میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے گئے اور یورپ کی کئی زبانوں میں ان کے ترجمے بھی شائع ہوئے۔

حکیم سید علی احمد نیر واسطی نے اس مجموعۂ خطبات کا انگریزی سے سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ کیا اور جا بجا اپنی جانب سے مفید تشریحات اور علمی، فنی و تاریخی تنقیدات کا اضافہ کیا۔ اپنی تشریحات و تنقیدات میں فاضل مترجم نے نہایت قابلیت کے ساتھ جا بجا پروفیسر براؤن کے بیانات کی محققانہ تشریح و توضیح کی ہے۔

صفحات 552 قیمت 15.00/

ملنے کا پتہ : ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ۔ لاہور